معیشت کے معاملات میں بھی اسلام کا نظام دنیا کے ہر نظامِ معیشت سے خواہ وہ سرمایہ داری ہو یا اشتراکیت اور اشتمالیت بالکل الگ ہے۔

ایک اسلامی مملکت کا معاشی نظام

مجلسِ علماء جمعیۃ العلماء اسلام کا زیرِ غور خاکہ

ہر طبقۂ فکر کے علماء کے غور و خوض کیلئے

★

جمعیۃ العلماء اسلام اور ملک کے دیگر حساس علماء حق کو شدت سے یہ احساس ہے کہ ملک کو موجودہ درپیش معاشی مسائل پر کتاب و سنت اور فقہاء امت کے فیصلوں کی روشنی میں خالص اسلامی نقطۂ نظر واضح انداز میں پیش کر دیا جائے۔ فروری کے پہلے ہفتہ میں ڈھاکہ میں جمعیۃ العلماء اسلام کی مجلس عمومی کا اجلاس ہوا (جس میں راقم الحروف کو بھی شرکت کا موقعہ ملا) اس موقعہ پر اکابر علماء نے اس ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے فقہ اسلامی اور کتاب و سنت پر عبور رکھنے والے جید علماء کی ایک کمیٹی کو اس کام پر مامور کیا۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قائد جمعیۃ العلماء اسلام کی سرکردگی میں اس کمیٹی نے پچھلے دنوں کراچی میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ کے نامزد کردہ جید اور ماہر علماء نے ان حضرات کی نگرانی میں معاشی مسائل پر طویل غور و خوض کر کے دو ہفتوں کے بحث و مباحثہ اور تتبع کے بعد ایک خاکہ تیار کیا جو ذیل میں ملک کے مختلف طبقۂ فکر کے علماء کے سامنے بغرض استصواب پیش کیا جا رہا ہے۔ جمعیۃ العلماء اسلام ملک کے ممتاز علماء کا ایک اجلاس بلا کر یہ خاکہ اس کے سامنے بھی رکھنا چاہتی ہے۔ جیسا کہ زیر نظر مضمون میں واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ یہ سارا کام غیر سیاسی اور اعلیٰ دینی و علمی سطح پر کرایا جا رہا ہے۔ کسی بھی خاص جماعت کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہوگا۔ اس لئے ہم تمام علماء اور ارباب فکر سے اپیل کرتے ہیں کہ خالص علمی اور دینی جذبہ سے بلا کسی لحاظ تعصب و تحزب کے اس خاکہ پر اپنے گرانقدر آراء سے مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی وساطت سے مجلس علماء کو استفادہ

کا مرتبہ بخشیں۔ الحق کے صفحات بھی اس موضوع پر علمی بحث و مباحثہ کے لئے حاضر ہیں پیش نظر
مضمون ایک ابتدائی اور مجمل خاکہ ہے۔ ہر طبقہ کے علماء سے استصواب کے بعد اسے مفصل
کتاب کی صورت میں اسلامی معاشی نظام کے طور پر پیش کیا جائے گا۔

—— سمیع الحق ——

تمہید | یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ وہ عقائد، عبادات، سیاست، معیشت، معاشرت، اخلاق غرض زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق اپنے مستقل اصول و فروع رکھتا ہے۔ جو دنیا کے ہر مذہب و ملت اور نظام زندگی سے ممتاز اور فائق ہیں۔ لہٰذا وہ کسی بھی مرحلے پر اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ اس کا کسی دوسرے مذہب یا نظام زندگی کے ساتھ لفظی یا معنوی التباس اور تشبیہ پیدا کیا جائے۔ چنانچہ معیشت کے معاملات میں بھی اسلام کا نظام دنیا کے ہر نظام معیشت سے خواہ وہ سرمایہ داری ہو یا اشتراکیت اور اشتمالیت بالکل الگ ہے۔

لہٰذا اس مجلس کے نزدیک یہ بات قابل تحقیق نہیں ہے کہ سرمایہ داری یا سوشلزم اسلام کے مطابق ہے یا نہیں بلکہ یہ بات مجلس کے نزدیک طے شدہ ہے کہ اسلام ان دونوں کا مخالف ہے، اگر کسی جزوی مسئلہ میں کوئی اتفاقی اتحاد ہو جائے تو اسکی وجہ سے اس نظام کو اسلام کے مطابق کہا جا سکتا ہے اور نہ اس معمولی یا جزوی ترمیم کے ذریعہ اسے (اسلامی) کہا جا سکتا ہے۔

اس کی بجائے زیر تحقیق یہ امر ہے کہ موجودہ دور میں انسان کیلئے جو معاشی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں ان کا حل اسلامی نظام کی روشنی میں کیا ہے اور وہ سرمایہ داری اور اشتراکیت سے کس طرح ممتاز ہے۔ اس مقصد کے لئے مندرجہ ذیل باتیں اصولی طور پر پیش نظر رکھی جائیں گی۔

اصول موضوع اور طریقہ کار | ۱۔ اسلام کا معاشی نظام جیسا وہ ہے جدید ترتیب اور تدوین کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

۲۔ اس ترتیب و تدوین میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے گا کہ اس کو نافذ کرنے کی وہ عملی صورتیں بھی پیش کی جائیں جن میں موجودہ معاشی مشکلات کا صحیح اور قابل عمل حل بھی ہو اور ان کی وجہ سے اسلام کے احکام میں ذرہ بھر تحریف و ترمیم بھی نہ ہو اور کسی دوسرے معاشی نظریہ کا اثر قبول کیا جائے۔

۳۔ اس بات سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا کہ ملک کی ۹۰ فیصد آبادی فقر و افلاس اور دوسری معاشی مشکلات کا شکار ہے اور ان مشکلات کو حل کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا ان کے حل

کے لئے مذہب حنفی کو متن قرار دیتے ہوئے تمام مذاہب اربعہ کا مطالعہ کیا جائے گا، اور ضرورت کے مواقع پر جس مذہب میں بھی حل میسر آئے گا، اس کو اختیار کیا جائے گا ——— لیکن

۴- مذاہب اربعہ سے خروج ہرگز نہ کیا جائے گا۔

۵- یہ بات واضح رہنی چاہیئے کہ یہ مجلس کسی مسئلہ کا جو حل پیش کرے گی، وہ اس صورت میں قابل عمل اور لائق افتاء سمجھا جائے گا، جبکہ صحیح اسلامی حکومت قائم ہو جس کے تمام قوانین و احکام اسلامی شریعت کے مطابق ہوں۔

۶- اس موضوع پر ایک کتاب مرتب کی جائے گی جس کے شروع میں ایک بسیط مقدمہ ہوگا جس میں اسلام کے قرون اولیٰ کی معاشی زندگی کو پیش کیا جائے گا، اور باقی کتاب موجودہ فن معاشیات کی ترتیب پر مرتب کی جائے گی۔

۷- یہ سارا کام اعلیٰ دینی سطح پر ہوگا اس کا کسی بھی جماعت سے کوئی تعلق نہ ہوگا نہ اسے کسی جماعت کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

۸- اس کام کی تکمیل کے بعد اسے ہر فرقہ کے علماء کے سامنے پیش کر دیا جائے گا، اور اس کے بعد اسے اسلامی معاشی نظام کے طور پر شائع کیا جائے گا۔

اراضی کے مسائل | ۱- اگر اسلامی حکومت کسی شخص کو موات زمین احیاء کیلئے دے اور وہ خود اپنی محنت سے یا اپنے اجیر خاص کے ذریعہ اس کا احیاء کرے تو وہ خود اس کا مالک ہو جائے گا۔ (کان من احیی ارضا میتاً فھی لہ)

۲- جو موات زمینیں سابق حکومتوں نے لوگوں کو دی ہیں اور وہ اب تک آباد نہیں کی گئیں اگر دینے کے وقت سے تین سال نہیں گذرے ہیں، تو تین سال کی مدت کے ختم ہونے تک ان کے آباد کرنے کا انتظار کیا جائے گا، اور اگر زمین لینے کی تاریخ سے تین سال گذر گئے ہیں، تو ان سے واپس لیکر ان لوگوں کو دے دی جائیں گی جس کے پاس زمینیں نہیں ہیں۔ (لما فی الدر المختار ومن حجر ارضا ثم اھملھا ثلاث سنین دفعت الی غیرہ وقبلھا ھو احق بھا وان لم یملکھا الخ۔ (شامی ص ۲۷۸ ج ۵)

۳- ایسی اسلامی حکومت جس میں اسلامی نظام حکومت دیانتدار افراد کے ہاتھ میں ہو اس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اراضی موات حکومت پاکستان یا انگریزی حکومت نے کسی کو بھی دیں مگر لینے والے نے ان کا احیاء نہ خود کیا اور نہ مزدوروں اور ملازمین سے کرایا بلکہ عقد مزارعت کے طور پر

مزارعین کو احیاء کیلئے دیدیں اور مزارعین ہی نے ان کا احیاء کیا ایسی تمام اراضی کو احیاء کرنے والے مزارعین کی ملکیت قرار دیدے اور جو مزارعین وفات پا چکے ان کے ورثاء کو مالک قرار دیدے (لان المعطی لہ لم یملک الارض بمجرد التحجیر فلم تنعقد المزارعۃ وصار المزارع ھو المالک لانہ ھو الذی احیی الارض واما اذن الامام فلیس بشرط عند الصاحبین و اما عند ابی حنیفۃ فالاذن اللاحق یقوم مقام السابق فاذا اجازت الحکومۃ ذلک وقع الملک للمزارع باتفاقھم۔)

۴۔ جو اراضئ موات احیاء سے پہلے کسی کو مدت معلومہ کیلئے کرایہ پر دی گئیں تاکہ کرایہ پر لینے والا زمین کا احیاء بھی کرے اور کاشت بھی اور سالانہ کرایہ آمر کو ادا کرے، ایسی زمین کو جب کرایہ دار قابل کاشت بنائے گا تو وہ خود مالک ہو جائے گا، اور کسی قسم کا کرایہ اس پر واجب نہیں ہوگا، بلکہ جو رقم آمر نے وصول کر لی ہوگی وہ واپس کرنا ہوگی۔ (لما ذکرنا ان الماذون لہ لا یملک الارض قبل الاحیاء فلم تنعقد الاجارۃ لعدم الملک وصارت الارض لمن احیاھا۔)

۵۔ اگر موات زمینیں آباد کرنے کیلئے کسی سے یہ معاملہ کیا کہ وہ اس زمین کا احیاء کرے اور اجیر مشترک کے طور پر اس ٹھیکہ کی اجرت بھی مقرر کر دی تو یہ احیاء اجیر کی طرف سے سمجھا جائے گا۔ اور اسی کو زمین کا مالک قرار دیا جائے گا۔ اور اس نے آمر سے جو معاوضہ لیا ہوگا وہ واپس کر دیا جائے گا۔ (لما فی الدر المختار استاجرہ لیصید لہ او یحتطب لہ فان وقت لذلک وقتا جاز والا لا ولو لم یوقت ویعین الحطب منہ ۔ وفی رد المختار ۔ قولہ جاز لانہ اجیر وحد شرطہ ۔ بیان الوقت قولہ والا لا ای الصید والحطب للعامل۔ (شامی ص ۵۹ ج ۵)

۶۔ اگر کسی مسلمان حکومت نے کسی مسلمان یا ذمی کی آباد زمین کو غصب کیا اور کسی کو بطور جاگیر دیدیا تو زمینیں ان کے مالکوں کو واپس کی جائیں گی۔ (لانہ غصب ولا استیلاء لمسلم علی مسلم)

۷۔ انگریزی حکومت نے جو مملوک اور آباد جاگیریں سیاسی رشوت یا ملک و ملت سے غداری کے صلہ میں مسلمانوں کو دی ہیں ان کی تین صورتیں ہیں۔

الف :۔ اگر وہ مسلمانوں کی آباد زمینیں چھین لی گئی ہوں تو اسلامی حکومت ان جاگیرداروں سے لیکر سابقہ مالکان کو یا اگر ان کے ورثاء معلوم ہوں تو ان کے ورثاء کو دیدے گی۔ اگر مالک یا اس کے ورثاء معلوم نہ ہوں تو حکومت ان کو اپنی تحویل میں لیکر پاکستان کے

بے زمین لوگوں پر تقسیم کرے گی۔

ب :۔ اگر وہ آباد زمینیں غیر مسلموں کی تھیں اور ان سے چھین کر جاگیرداروں کو رشوت یا غداری کے صلہ میں دی گئیں، تو اب ان کو جاگیرداروں سے واپس لیکر بطور مال فیئ زمین سے محروم لوگوں کو دیدی جائیں گی۔

ج :۔ اگر وہ زمینیں بنجر (موات) تھیں تو احیاء موات کے احکام جاری ہوں گے جو اوپر گذر چکے ہیں۔

۸۔ اسلامی حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ پیداوار کے نصف سے زائد مثلاً دو تہائی مزارع کا حصہ کر دے۔

۹۔ ٹھیکہ (اجارہ) کی صورت میں بھی ٹھیکہ کی رقم کیلئے ایسی حد کی تعیّن کر دے جس سے ٹھیکہ دار کی محنت کا مناسب صلہ اسے مل جائے۔

۱۰۔ عقد مزارعت ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ عقد فاسد ہے صاحبین مزارعت کو عقد صحیح قرار دیتے ہیں۔ جمہور امت کا تعامل بھی یہی ہے لیکن ایک صحیح اسلامی حکومت اگر یہ محسوس کرتی ہے کہ زمیندار اور کاشتکار کا تعلق کسی بھی طرح ایسے صحیح اسلامی طریقہ پر قائم نہیں ہوتا، جو شروط فاسدہ اور زمینداروں کے ظالمانہ طریقہ کار سے آزاد ہو تو وہ ضرورت کیوقت یہ حکم جاری کر سکتی ہے کہ زمینوں کو مزارعت کی بجائے اجارہ ارض کے طریقہ پر کاشت کیا جائے۔

۱۱۔ زمینوں اور کارخانوں کی ملکیت پر کوئی تحدید عائد کی جا سکتی ہے یا نہیں۔؟ یا نزع ملکیت بالعوض کسی مرحلہ پر جائز ہے یا نہیں۔؟ اس مسئلہ پر ابھی غور کیا جا رہا ہے۔؟

۱۲۔ آئندہ احیاء موات کی اجازت صرف ان لوگوں کو دی جائے جن کے پاس زمینیں نہیں ہیں۔

رہن کے مسائل

۱۔ جس مرہون زمین میں مرتہن نے انتفاع بالمرہون کی شرط لگائی ہو یا "المعروف کالمشروط" کے طور پر اس سے انتفاع کر رہا ہو وہ رہن فاسد ہے، لہذا زمین مرہون کو راہن کی طرف بلا توقف لوٹایا جائے گا۔ اور زمین پر جتنے عرصہ مرتہن قابض رہا ہے اس کی اجرت مثل مرتہن پر واجب ہوگی اور اجرت مثل کو زر رہن (قرض) میں محسوب کیا جائے گا، اور اگر اس کی مقدار زر رہن سے بڑھ گئی ہے، تو وہ بھی راہن پر لوٹائی جائے گی۔ (لان ذلک لیس برھن وانما ھو اجارۃ فاسدۃ فیجب اجر المثل لما فی رد المختار قال فی التتارخانیۃ

مانفعہ ۔ ولو استقرض دراھم وسلّم حمارہ الی المقرض لیستعملہ الی شہرین حتی یوفیہ دینہ اوداره لیسکنہا فھو بمنزلۃ الاجارۃ الفاسدۃ ان استعملہ فعلیہ اجر مثلہ ولایکون راھنا ۔ الخ) شامی ص ۲۷۷ ج ۵۔"

۲۔ اگر مرتہن نے زمین مرہون راہن ہی کو مزارعت پر دیدی تو یہ رہن باطل ہوگیا، لہذا ساری پیداوار راہن کی ہوگی، اور پیداوار کا جو حصہ اس نے مرتہن کو ادا کیا وہ قرض میں محسوب ہوگا، البتہ اگر بیج مرتہن نے دیا ہو تو اتنا ہی بیج یا اگر مرتہن راضی ہو تو اسکی قیمت راہن ادا کریگا۔

تجارت کے مسائل | ۱۔ سود کی تمام اقسام کو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے گا، اور بینکوں کا کاروبار شرکت مضاربت کے اصول پر قائم کیا جائے گا، اور قیام پاکستان سے لیکر اب تک بینکوں بیمہ کمپنیوں اور دوسرے نجی سرکاری یا نیم سرکاری تجارتی اداروں نے جتنا سود وصول کیا ہے اسے ضبط کرکے غریبوں پر تقسیم کیا جائیگا۔ ۲۔ قمار اور سٹہ کی جتنی صورتیں رائج ہیں مثلاً بیمہ وغیرہ ان سب کو ممنوع قرار دیا جائے گا، اور ان کے ذریعہ جو آمدنی اب تک ہوئی ہے اسے ضبط کرکے غریبوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

۳۔ تجارت کو آزاد کیا جائیگا، یعنی درآمد و برآمد پر چند افراد کی اجارہ داری کو ختم کیا جائے گا۔

۴۔ غیر مسلم ممالک کے بینکوں میں پاکستان کے سرمایہ داروں کو سرمایہ جمع کرانا ممنوع قرار دیا جائیگا۔ اور موجودہ جمع شدہ رقم کو کسی نہ کسی طرح ملک میں واپس منتقل کا انتظام کیا جائے گا۔ ۵۔ شراب اور دیگر اشیاء محرمہ اور سامان تعیش کی درآمد بالکل ممنوع قرار دی جائے گی۔ ۶۔ تمام اشیاء صرف میں احتکار (ذخیرہ اندوزی) کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائیگا اور اگر کوئی شخص اس کا ارتکاب کرے تو اشیاء محتکرہ کی بیع پر اسکو مجبور کیا جائیگا۔ (آخذا بقول ابی یوسفؒ فی ان الاحتکار فی کل ما اضر للعامۃ حبسہ ۔ الھدایۃ ص ۴۷۲ ج ۴)

کارخانوں کے مسائل | ۱۔ کارخانوں کے ملازمین کی ایسی اجرتیں اسلامی حکومت مقرر کر سکتی ہے جو ایک طرف ان کی نوعیت کار کے لحاظ سے ان کی محنت کا مناسب صلہ بھی ہوں اور دوسری طرف ان کو معاشی طور پر خود کفیل ہونے اور آگے بڑھنے میں مدد بھی دیں۔

۲۔ کارخانہ داروں کا ایسا اتحاد جس سے مفاد عامہ کو نقصان پہنچتا ہو، مثلاً کارٹیل مروجہ اور سنڈیکیٹ وغیرہ کی طرح کی اجارہ داریاں اسلامی حکومت ان کو ممنوع قرار دیگی۔ (لما فی الھدایۃ ولا یجبر القاضی الناس علی قاسم واحد معناہ لا یجبرھم علی ان یستاجروہ لانہ لاجبر علی العقود ولانہ لو تعین لتحکم بالزیادۃ علی اجر مثلہ .... ولا یترك القسام یشترکون کیلا تصیر الاجرۃ غالیۃ بتواکلھم وعند عدم الشرکۃ یتبادر کل منھم الیہ خیفۃ الفوت فیرخص الاجر۔ الھدایۃ ص ۴۱۵ ج ۴ ومثلہ فی البدائع ص ۱۹ ج ۷ والعالمگیریہ)